وصیت کے احکام

تحریر: مفتی آفتاب احمد صاحب

استاذ الحدیث جامعۃ الرشید، شریعہ کنسلٹنٹ SCS صدر کراچی





مقدمہ

دنیا ایک گاؤں کیا بنی، انسان مادیت کے نت نئے طریقے سے واقف کیا ہوا، مخلوق سے ''وصل'' کے نت نئے آلات ایجاد کیا ہوئے۔۔۔۔۔۔حضرتِ انسان شعوری یا غیر شعوری طور پر اپنے مقصدِ زندگانی یعنی اللہ تعالیٰ کی معرفت سے دور ہوتا چلا گیا۔ وہ یہ بھول گیا کہ یہ دنیا ''کمرہ امتحان'' ہے۔ حدیث پاک کے مطابق یہ مومن کا ''قید خانہ'' ہے جہاں وہ ایک منضبط نظام (اسلام) کا پابند بنا کر بھیجا گیا ہے۔ اس ''قید خانے'' میں کھانے پینے، لباس و آرائش، اور ملنے ملانے کے خصوصی قوانین موجود ہیں۔ جو ان کے مطابق چلے گا وہ صحیح مسلمان (فرمانبردار) کہلائے گا اور اسے لامحدود نعمتوں سے مزین جنت عطا کی جائے گی۔ جو اس نظام کی پابندی نہ کر سکے گا وہ خسارے میں رہے گا۔

پھر انسان طبعی طور پر مادیت پسند بھی ہے، اس لیے اسے اپنے ''مقصدِ حیات'' سے وابستہ رہنے کے لیے محرک (Motive) کی ضرورت رہتی ہے۔ عصر حاضر میں اس کی چند صورتیں علمائے کرام کی مجالس میں حاضری، کسی صحیح العقیدہ، متبع سنت بزرگ کی خانقاہ سے وابستگی یا تبلیغی جماعت کی دعوتی سرگرمیوں سے جڑے رہنے کی شکل میں رائج ہیں۔ ایسا ہی ایک محرک (Motive) جو انسان کو ہر وقت بیدار اور آخرت کی جانب متوجہ رکھے ''وصیت نامہ'' تحریر کرنا بھی ہے جو آپ ﷺ کا خصوصی حکم ہونے کے باوجود ہمارے معاشرے میں رائج نہیں۔

وصیت نامہ لکھنے والے کو یاد رہتا ہے کہ اس نے کس کس کے حقوق ادا کرنے ہیں؟ کتنی عبادات میں وہ سستی کر چکا ہے؟ بیوی اور اولاد کی تربیت کے کونسے پہلوؤں سے وہ غفلت کا شکار ہے اور وہ ماضی کی کس حد تک تلافی کر سکتا ہے؟ جو شخص اپنے ہاتھوں سے یہ بات تحریر کرے گا وہ غافل کیسے رہ سکتا ہے! ضرورت اس امر کی ہے کہ وصیت لکھنے کے شرعی حکم پر عمل کر کے اسے معاشرے میں رائج کرنے کی کوشش کی جائے۔ اس حوالے سے شرعی رہنمائی کی ضرورت تھی کہ معلوم ہو کہ وصیت کے شرعی احکام کیا ہیں؟ اسے کس انداز سے لکھا جائے؟ کن لوگوں کے لیے مالی وصیت جائز ہے؟ اولاد اور پسماندگان کو کن امور پر متوجہ کرنا ضروری ہے؟ وغیرہ۔ حضرت مفتی آفتاب صاحب زید مجدہ جو SCS کے سینئر شرعی مشاور اور استاذ حدیث جامعۃ الرشید ہیں، نے وصیت سے متعلق تمام اہم ابحاث کو سمیٹ کر ہم سب کے لیے بڑی سہولت کر دی ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنی شایانِ شان جزائے خیر عطا فرمائیں اور ہمیں اس کمیاب سنت کو زندہ کرنے کی توفیق عنایت فرمائیں۔ آمین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وصیت کی اہمیت

شریعت مطہرہ ایک مکمل ومقدس ضابطہ حیات ہے اس کے کامل ومکمل ہونے کی بڑی دلیل یہ ہے کہ یہ خود خالق کائنات کا بنایا ہوانظام ہے جواس کا اکیلا خالق ہے، اس کے اندر ہونے والی تمام تبدیلیوں کی ہرلمحہ نگرانی کررہاہے، اسکے ہرذرے کوانسان کی خدمت میں لگادیا، اور ہرچیز اپنے اپنے کام میں لگی ہوئی ہے، اورانسان کو ہرلمحہ خالق ومالک کی طرف متوجہ کررہی ہے کہ اے انسان! تو ایک عظیم مقصد کے لیے پیدا کیا گیا ہے، اور تیری زندگی گزارنے کا پورا نظم اس طرح بنایا گیا ہے کہ اگرتو اس کے مطابق صحیح طور سے گزار کر چلا جائے تو اللہ تعالیٰ کے ہاں محترم ومعزز مقام وانعام کا مستحق ہوگا، بعض خوش نصیب ان چیزوں سے سبق حاصل کر کے وہ مقام حاصل کرلیتے ہیں اور بعض اس کا حق ادانہیں کرپاتے، شریعت نے ان کو بھی مایوس نہیں کیا بلکہ اگر زندگی کے آخری حصہ میں بھی اسے اس طرف دھیان ہوگیا ہے کہ میں وہ مقام اب تک حاصل نہیں کرسکا، اب اسے حاصل کرنے کی طرف توجہ ہوئی تو شریعت اس موقع پر بھی اسے بے سہارا نہیں چھوڑتی بلکہ اس کی دستگیری کرتی ہے اور وہ راستے بتاتی ہے جن پر چل کر وہ تلافی مافات کرسکتا ہے، اس کی ایک مثال وصیت ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی زندگی میں صدقہ وخیرات دل کھول کر نہیں کرسکا، بخل یا کسی اور غفلت یا مجبوری کی وجہ سے، اب موت کا وقت آگیا، چاہتا ہے کہ کچھ تو کرلوں کہ آخرت کا ذخیرہ بن جائے تو شریعت نے اس کا آسان طریقہ بتایا کہ خود نہیں کرسکے تو دوسروں کو کہہ کر چلے جاؤ کہ آپ کے مال سے صدقہ کریں اس سے اگرچہ اس درجہ کی فضیلت اور ثواب حاصل نہیں ہوتا جتنا کہ خود صحت اور جوانی میں مال صدقہ کرنے سے ہوتا ہے لیکن "مالا یدرك كله لایترك كله" کے تحت کچھ نہ کچھ تو مل ہی جائے گا جیسا کہ حدیث میں ہے کہ:

"عن ابی سعید الخدری أنّ رسول الله صلی الله علیه و سلم قال لأن یتصدق المرء فی حیاته بدرهم خیر له من أن یتصدق بمائة درهم عند موته"(ابوداؤد)(ج:٨.ص:٤٣٨)

ترجمہ": عام حالات میں ایک درھم اللہ کی راہ میں اس کی رضا کی خاطر خرچ کرنا موت کے وقت سو درھم خرچ کرنے سے بہتر ہے"

یا اگر وہ وصیت بھی نہ کرسکا تو اس کے ورثا اگر اس کے کہے بغیر اس کی طرف سے کچھ صدقہ کرلیں تو بھی امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے زندگی میں صدقہ کرنے کا ثواب عطا فرمائیں گے جیسا کہ حدیث میں ہے کہ:

"انّ رجلاًقال لنّبی صلی الله علیه وسلم اِنّ ابی مات و ترک مالاًولم یوص فهل یکفرعنه أن أتصدق عنه قال نعم"(صحیح مسلم: ج: ١١. ص: ٦٣)

وفی روایة "أنّ رجلاً أتی النّبی صلی الله علیه وسلم فقال یا رسول الله اِنّ امی افتتلت نفسها و لم توص و أظنّها لو تکلمت تصدقت أفلها أجر اِن تصدقتُ عنها قال نعم "(صحیح مسلم: ج: ١١ ص: ٦٥)

ترجمہ: ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ میری ماں اچانک وفات پاگئی اگر اسے موقع ملتا تو وہ صدقہ یا وصیت کرتی تو کیا میں صدقہ کر کے اسے کچھ نفع پہنچا سکتا ہوں تو آپ نے فرمایا: جی ہاں۔

وصیت ایک عام نصیحت کی طرح کی بات ہے لیکن انسان دنیا سے جاتے ہوئے چاہتا ہے کہ اپنے پیچھے رہنے والوں کو جیسے میں اپنی زندگی میں اپنے مال سے فائدہ پہنچاتا رہا اسی طرح میں چاہتا ہوں کہ میری موت کے بعد بھی مجھے ان چیزوں کا اجر ملتا رہے اور میری ہدایات پر عمل کر کے دونوں جہاں کی سعادتیں حاصل کی جائیں اس لیے کچھ باتیں جو اپنے پسماندہ گان کو کہتا یا لکھ کر دے جاتا ہے اسے وصیت کہا جاتا ہے، چونکہ موت کا کوئی وقت متعین نہیں نہ معلوم کس وقت فرشتہ موت حاضر ہوجائے اور یہاں سے کوچ کرنا پڑ جائے اس لیے شریعت نے انسان کو ہروقت آخرت کے لیے تیار رہنے کا حکم دیا اور حقوق اللہ اور حقوق العباد جو اس کے ذمہ ہیں ان کی ادائیگی کرتے رہنے کا کہا، پھر بھی انسان ہے طرح طرح کے عوارض واحوال اس کے ساتھ ہیں جو اسے ان حقوق کی ادائیگی سے غافل کرتے رہتے ہیں، لہذا جب یاد آئے تو فوراً ان کی ادائیگی کی جو صورت شریعت نے بیان کی ہے اس کو اختیار کر کے اس سے عہد برآ ہوجائے اس لیے موت کا کچھ پتہ نہیں، اگر یہاں ادا نہ کئے تو وہاں ان کی بہت مہنگی قیمت چکانی پڑے گی، اس لیے شریعت نے انسان کو کہا کہ ہروقت اپنا محاسبہ کرتا رہے، اپنے ذمہ جو حقوق واجب ہوں ان کی فوراً ادائیگی کرے، اگر فوری کوئی صورت ممکن نہ ہو تو اسے اپنے پاس لکھ کر رکھے کہ میرے ذمہ حقوق اللہ اور حقوق العباد میں سے یہ واجب الاداء ہیں اگر میری موت آجائے تو میرے ترکہ سے ان کی ادائیگی کی جائے، فلاں فلاں شخص کی امانتیں میرے پاس فلاں جگہ رکھی ہیں، میرے مرنے کے بعد یہ انہیں واپس کردینا، اپنی اولاد، بچوں، والدین اور رشتہ داروں کو دین اسلام پر عمل کی وصیت کرے جیسے حضرت ابراہیم اور یعقوب علیہما السلام کی وصیت کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس طرح نقل کیا: "**ولا تموتنّ الّا و أنتم مسلمون**" مرتے دم تک اللہ تعالیٰ کے دین کو مضبوطی سے تھامے رکھنا، اسی طرح ہر والد یہ چاہتا ہے کہ میری اولاد میری موت کے بعد بھی آپس میں اتفاق واتحاد سے رہیں، آپس میں لڑائی جھگڑے نہ کرے، مال کی حرص وہوس میں مبتلا ہوکر آپس کے

رشتوں کو پامال نہ کرے۔اسی طرح کسی کے ہاں غلط رسم ورواج موت کے مواقع پر ہوتے ہیں تو اس پر لازم ہے کہ یہ وصیت کر کے جائے کہ میری موت کے بعد شریعت کے مطابق تجہیز وتکفین ، تدفین اور ایصال ثواب کیا جائے ۔اگر میراث کا شریعت کے مطابق تقسیم کا رواج نہیں تو اس کی بھی وصیت کرے کہ میری میراث شرعی طریقہ سے تقسیم کی جائے جیسا کہ آج کل یہ دستور چلا ہوا ہے کہ بیٹیوں اور بہنوں کو میراث میں سے حصہ نہیں دیا جاتا تو اس کی اصلاح کی طرف بھی توجہ دے۔

وصیت کے فضائل

ا۔ وصیت کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور انبیاء سابقین کی سنت ہے ، حضرت ابراہیم و یعقوب علیہما السلام نے بھی اپنی اولاد کو وصیت کی تھی۔ ’’ووصی بها ابراهيم بنيه و يعقوب يابنيّ اِنّ الله اصطفى لكم الدين فلاتموتنّ الاّ و أنتم مسلمون(البقره : ۱۳۲)‘‘

ترجمہ:اور اسی بات کی ابراہیم نے اپنے بیٹوں کو وصیت کی ،اور یعقوب نے بھی (اپنے بیٹوں کو) کہ:اے میرے بیٹو!اللہ نے یہ دین تمہارے لیے منتخب فرمالیا ہے،لہٰذا تمہیں موت بھی آئے تو اس حالت میں آئے کہ تم مسلم ہو‘‘۔

۲۔اللہ تعالیٰ کے ہاں پاک صاف حالت میں حاضری کا اعزاز۔

۳۔حقوق اللہ وحقوق العباد کی ادئیگی کا اجر وثواب۔

۴۔معاشرے میں پھیلی ہوئی برائیوں اور غلط رسوم کے انسداد کی کوشش کا اجر۔

عن ابی هريرة رضى الله تعالىٰ عنه :أنّ رجلاَ قال للنبی صلی الله عليه وسلم اِ نّ ابی مات و ترک مالاَ ولم يوص فهل يكفر عنه أن أتصدق عنه ؟ قال (نعم)‘‘(صحيح مسلم :ج : ۱۱ .ص ۶۳)

ترجمہ:ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میرے والد فوت ہو چکے ہیں اور انہوں نے مال چھوڑا ہے اور کوئی وصیت نہیں کی کہ: کیا میرا ان کی طرف سے صدقہ کرنا ان کے لیے کفارہ ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا:ہاں۔‘‘

۵۔اولاد ودیگر قریبی رشتہ داروں میں اتفاق واتحاد اور دین پر قائم رکھنے کی کوشش کا اجر۔

۶۔اپنے لیے مرنے کے بعد صدقہ کے اہتمام کا اجر۔

’’عن ابی هريرةؓ أنّ رسول الله صلی الله عليه وسلم قال(اذا مات الاِنسان انقطع عنه عمله الاّ من ثلاثة الاّمن صدقة جارية أوعلم ينفع به أو ولد صالح يدعو له‘‘(صحيح مسلم :ج : ۱۱ ،ص : ۶۸)‘‘

ترجمہ:’’جب انسان مرجاتا ہے تو اس کے اعمال کا سلسلہ رک جاتا ہے سوائے تین کے:صدقہ جاریہ، فائدہ مند علم یا

نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرے‘‘۔

۷۔ضرورت مندوں کے ساتھ تعاون کا اجر۔

’’من نفس عن مؤمن كربة من كرب الدنيا نفس الله عنه كربة من كرب الآخرة (الترمذی)‘‘(ج:۵،ص:۸۲)

ترجمہ:’’جو شخص کسی مومن کی مصیبت کو دور کرے اللہ تعالیٰ اس سے آخرت کی مصیبتوں کو ہٹا دے گا‘‘۔

۸۔وصیت شرعی اصولوں پر ہو تو احیاء سنت کا اجر’’انّه من احيا سنة من سنّتى قد اميتت بعدى فاِنّ له من الاجر مثل من عمل بها من غير أن ينقص من اجورهم شيئاَ الخ

ترجمہ:’’جو شخص میری اس سنت کو زندہ کرے جو مٹ چکی ہے اسے اس سنت پر عمل کرنے والوں کی طرح بغیر کیسی کمی کے اجر دیا جائے گا‘‘۔

۹۔مسلمانوں سے ہمدردی اور خیر خواہی کا اجر۔

’’عن تميم الدارى أنّ النبیّ صلی الله عليه وسلم قال :الدين النصيحة ،قلنا، لمن، قال:لله ولكتابه و لرسوله و لأمة المسلمين و عامّتهم‘‘(الترمذی ج:۱۰،ص:۱۹۶)

ترجمہ:’’رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایہ دین سراسر خیر ہے۔صحابہؓ نے عرض کیا کہ کس کے لیے؟ تو فرمایا اللہ کے لیے اس کی کتاب کے لیے اس رسول کے لیے، مسلمانوں کے امیر کے لیے اور عام عوام کے لیے‘‘۔

وصیت کو لکھنا اور اس پر گواہ بنانا

مسلمان کے لیے مستحب ہے کہ جب وصیت کرے تو اسے لکھ لے۔کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ’’کسی مسلمان کے لیے مناسب نہیں کہ اپنی کسی چیز کی وصیت کرے اور تین راتیں اس حال میں گذارے کہ وصیت اس کے پاس لکھی ہوئی نہ ہو‘‘۔مستحب یہ ہے کہ وصیت کو بسم اللہ سے شروع کرے،اس کے بعد اللہ جل شانہ کی حمد وثناء اور اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف لکھے۔اس کے بعد کلمہ شہادت،خواہ پڑھ لے یا لکھ لے اور اس کے بعد وصیت پر گواہ بنالے تا کہ وصیت صحیح اور نافذ ہو سکے اور اس سے کوئی انکار نہ کر سکے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ’’صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم وصیت کے شروع میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھا کرتے تھے۔یہ وصیت ہے جو فلاں شخص نے کی وہ گواہی دیتا ہے اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں جو اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور آخری رسول ہیں او یہ کہ قیامت کا

دن آ کر رہے گا اس میں کوئی شک نہیں ہے اور یہ کہ جو کچھ قبروں میں ہے اللہ تعالی اس کو زندہ کرے گا۔ اور اپنے اہل خانہ کو وصیت کی ہے کہ وہ اللہ سے ڈریں اور آپس میں صلح سے رہیں اور اگر وہ ایمان والے ہیں تو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کریں اور اپنے اہلِ خانہ کو وصیت کی ہے جو ابرہیم علیہ السلام اور یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو کی تھی: بے شک اللہ نے تمہارے لیے دین کا انتخاب کرلیا ہے سو اب تم اس حال میں مرو کہ تم مسلمان ہو۔

وصیت کے ثبوت کا طریقہ

وصیت کا ثبوت ان طریقوں سے ہوسکتا ہے:

ا۔ کتابۃ: وصیت اس طرح سے لکھی گئی ہو کہ واضح طور پر سمجھ آسکے اور اس کا عنوان بھی یہی ہو کہ فلاں کی طرف سے فلان کے لیے وصیت کرتا ہوں اور اگر لکھائی ایسی ہو کہ پڑھی نہ جاسکے یا سمجھ نہ آئے کہ اس سے کیا مراد ہے تو اس کتابت سے وصیت ثابت نہیں ہوگی۔

۲۔ شھادۃ: وصیت گواہوں کے ذریعے بھی ثابت ہوجائے گی، پہلے گواہوں پر اس وصیت کو پڑھا جائے گا اور اس کے بعد وہ گواہی دیں کہ انہوں نے وصیت کرنے والے سے یہ الفاظ سنے ہیں، لکھا ہوا دیکھ کر گواہی دینے کا اعتبار نہیں ہوگا۔

۳۔ ورثہ کی موجودگی میں مرنے والا اپنے ذمہ حقوق یا دیگر امور وصیت سے متعلق زبانی کچھ چیزیں بیان کرے تو اس کا حکم بھی وصیت کا ہوگا۔

اقسامِ وصیّت

ا۔ واجب ۲۔ مستحب ۳۔ جائز ۴۔ مکروہ

ا۔ واجب:

حقوق اللہ یا حقوق العباد المالیہ میں سے کوئی اس کے ذمہ واجب ہو، اسکی ادائیگی یہ اپنی زندگی میں نہ کرسکا ہو تو اس کی وصیت اس کے ذمہ فرض ہے، مثلاً حقوق اللہ میں سے نماز، روزہ، اس کے ذمہ ہے اس کی ادائیگی نہ کرسکا تو بوقت موت فدیہ کی وصیت کر کے جائے، حج اس کے ذمہ فرض تھا وہ ادا نہ کرسکا اسکی وصیت فرض ہے کہ میرے ترکہ میں سے ایک تہائی سے حج کرایا جائے، اگر ترکہ کے تہائی میں اس کی گنجائش ہے تو حج بدل کرانا ضروری ہے اگر گنجائش نہیں تو تہائی ترکہ میں جہاں سے حج ہوسکتا ہے وہیں کے کسی شخص کو یہ خرچ دے کر حج بدل کرایا جائے۔ اسی طرح کسی کے ذمہ کئی سالوں کی زکوٰۃ لازم ہے وہ ادا نہیں کی، مرتے وقت وہ وصیت

کر جاتا ہے کہ میرے ترکہ سے زکوٰۃ ادا کردی جائے تو ورثہ تہائی ترکہ بطور زکوٰۃ فقراء کو دیں گے، اگر زکوٰۃ کی مقدار تہائی ترکہ سے زیادہ ہے اور ورثہ سارے بالغ ہیں، اگر وہ اپنی خوشی سے اس کی اجازت دے دیتے ہیں تو اس کی ادائیگی کی جائے گی۔ کوئی منّت وغیرہ مانی تھی وہ زندگی میں ادا نہیں کی تو وصیت کے بعد وہ بھی اس طرح ادا کی جائے گی۔

حقوق العباد میں سے اگر کسی سے کوئی قرض لیا ہے یا کوئی مالی معاملہ کیا ہے جس کی وجہ سے اس کے ذمہ کوئی رقم یا چیز بنتی ہے تو اس کو کل ترکہ سے ادا کیا جائے گا۔ بیوی کا مہر بھی دین ہے وہ بھی کل ترکہ سے ادا کیا جائے گا۔ عام طور پر لوگ بیوی کے مہر کو دین نہیں سمجھتے یہ بہت بڑی غلط فہمی ہے۔ یا کسی سے کوئی چیز کرائے پر لی تھی اور کرایہ ادا نہیں کیا یہ بھی دین ہے۔ اسی طرح کسی نے اس کے پاس کوئی چیز امانت رکھوائی ہے تو اس کی وصیت لازم ہے کہ فلاں شخص کی فلاں چیز اتنی مقدار میں میرے پاس فلاں جگہ رکھی ہے وہ اسے واپس کردی جائے۔ اسی طرح اگر کسی کی کوئی چیز غصب کی ہوئی ہے یعنی ناحق کسی کی کوئی چیز لی ہے اور وہ اب بھی اس کے پاس اسی حالت میں موجود ہے تو اس کی دائیگی کی وصیت لازمی ہے۔ اگر ضائع ہوگئی ہے تو اس کے ضمان کی وصیت لازم ہے۔

۲۔ مستحب:

اگر ورثہ اغنیاء ہوں تو 1/3 (تہائی) سے کم مال کی وصیت کسی معین شخص یا ادارے کے لیے کرنا مستحب ہے۔

۳۔ جائز:

ورثہ محتاج نہ ہوں تو تہائی مال کی وصیت کرنا جائز ہے۔

۴۔ مکروہ:

کسی گناہ کے کام کے لیے وصیت کرنا کہ میرے مال سے فلاں گناہ کا کام کرانا یا فلاں شخص کو دینا جو گناہوں میں مبتلا ہے اور اس مال کو بھی گناہ کے کاموں میں لگائے گا۔

اگر کسی کے ذمہ حقوق اللہ مثلاً نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج وغیرہ باقی تھے اور وہ اسی حالت میں دنیا سے گیا وصیت نہیں کی، تو ورثہ کے ذمہ اس کے ان حقوق اللہ کی ادائیگی شرعاً لازم نہیں، البتہ اگر وہ اپنی طرف سے تبرعاً نماز، روزوں کا فدیہ اور حج خود میت کی طرف سے کرے یا کسی سے کرائے، اس طرح ادائیگی کردیں تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائیں گے اور میت کے حق میں یہ تخفیفِ عذاب کا ذریعہ ہوگا۔

وصیت کے ارکان

ا۔ وصیت کرنے والے کی طرف سے ایجاب کرنا وصیت کا رکن ہے۔ ایجاب ہر ایسے لفظ سے ہوسکتا ہے جو موت کے بعد کسی کو مالک بنانے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ جیسے ''میں فلاں چیز کی فلاں کے لیے وصیت کرتا ہوں'' یا اس معنی کے کوئی بھی الفاظ ہوں۔

۲۔ جس شخص کے لیے وصیت کی جارہی ہے وہ اس وصیت کو قبول کرے۔ قبول کی درج ذیل صورتیں ہیں:

ا۔ وصیت کرنے والے کی موت کے بعد وصیت کو رد نہ کرنا بھی شرعاً قبول شمار کیا جائے گا۔

۲۔ وصیت کرنے والے کی موت کے بعد صراحۃً قبول کرے جیسے ''میں نے وصیت کو قبول کیا''۔

۳۔ دلالۃً قبول کرے کہ اس چیز میں ایسا عمل کرے جو کہ اپنی ملکیت میں کیا جاتا ہے۔ جیسے فروخت کردے، ہدیہ کردے وغیرہ۔

۴۔ اگر وصیت کرنے والا فوت ہوجائے اور اس کے بعد جس کے لیے وصیت کی گئی تھی وہ بھی قبول سے پہلے فوت ہوجائے تو وہ چیز اس شخص کی ملکیت ہوگی جس کے لیے وصیت کی گئی ہے اور اس کے ورثہ کو ملے گی۔

۵۔ وصیت کرنے والے کی موت سے پہلے قبول یا رد کرنے کا اعتبار نہیں ہوگا کیونکہ موت سے پہلے وہ چیز وصیت کرنے والے کی ملکیت رہے گی۔ البتہ اس کی موت کے بعد قبول یا رد کا اعتبار ہوگا۔

۶۔ ایک دفعہ وصیت کو قبول کرنے کے بعد دوبارہ رد نہیں کرسکتا اور ایسے ہی ایک دفعہ رد کرنے کے بعد قبول نہیں کرسکتا۔

۷۔ ایک دفعہ قبول کرنے کے بعد چیز اس شخص کی ملکیت میں آجاتی ہے جس کے لیے وصیت کی گئی ہو۔

۸۔ جس شخص کے لیے وصیت کی گئی ہے اگر وہ متعین نہ ہو یا اتنے لوگ ہوں جن کا شمار ممکن نہ ہو یا وصیت مسجد یا کسی ادارے وغیرہ کے لیے ہو تو بغیر قبول کئے وصیت کرنے والے کی موت کے بعد اس کی ملکیت میں آجائے گی۔ البتہ اگر متعین شخص کے لیے ہو تو اس کا قبول یا رد نہ کرنا ضروری ہے۔

وصیت سے رجوع

وصیت کرنے والا اپنی زندگی میں کسی بھی وقت وصیت سے رجوع کرسکتا ہے خواہ یہ رجوع حالت صحت میں ہو یا حالت مرض میں۔ کیونکہ وصیت کسی کو بلا معاوضہ مالک بنانا ہے جو کہ وصیت کرنے والے پر لازم نہیں ہوتا اس لیے وہ کسی بھی وقت رجوع کرسکتا ہے۔

رجوع کی دو صورتیں ہیں:

ا۔ صراحۃ: یعنی یہ کہے کہ میں نے جو وصیت کی تھی اس سے رجوع کرتا ہوں۔

۲۔ دلالۃ: جس چیز کی وصیت کی ہے اس میں ایسا تصرف کرے جو رجوع پر دلالت کرے جیسے اس چیز کو فروخت کردے، یا کسی کو صدقہ دے دے یا ہبہ کردے یا اپنی دوسری مملوکہ اشیاء کے ساتھ اس طرح ملادے کہ وہ جدا نہ ہوسکے۔

وصیت میں غلطیاں اور کوتاہیاں:

ا۔ کل مال کی وصیت کرنا جبکہ ورثہ موجود ہوں یہ درست نہیں۔

۲۔ ورثہ کو محروم کرنے کی غرض سے تہائی مال سے زائد کی وصیت کرنا بھی درست نہیں۔

۳۔ کسی ایسے شخص کے لیے وصیت کرنا جو اسے گناہ میں استعمال کرے یہ بھی مکروہ ہے۔

۴۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد ذمہ ہوتے ہوئے ان کی ادائیگی کی وصیت نہ کرنا یہ بھی صحیح نہیں۔

۵۔ کسی کے ہاں موت کے موقع پر یا دیگر مواقع پر غیر شرعی رسوم کی جاتی ہوں تو ان کو روکنے کی وصیت نہ کرنا۔

۶۔ یہ وصیت کرنا کہ میری نماز جنازہ فلاں شخص پڑھائے یہ بھی درست نہیں، امام محلہ ہی نماز جنازہ پڑھائے گا بشرطیکہ اس میں شرائطِ امامت پائی جائیں۔

۷۔ یہ وصیت کرنا کہ مجھے فلاں جگہ دفن کیا جائے، یہ بھی درست نہیں، قریبی عام قبرستان میں میت کو دفن کیا جائے گا۔

۸۔ یہ وصیت کرنا کہ میری موت کے بعد ایصال ثواب کے لیے قرآن خوانی کرائی جائے اور اس کے لیے جگہ یا وقت متعین کرنا یہ بھی درست نہیں۔ اگر اس کی وصیت کسی نے کی تو اس پر عمل نہیں کیا جائے گا۔ ایصال ثواب کے لیے شریعت نے کوئی عبادت یا وقت یا جگہ متعین نہیں کی، اپنی طرف سے ان چیزوں کی تعیین کرنا پھر اس کو لازمی سمجھنا درست نہیں، اس کی وصیت بھی صحیح نہیں۔

۹۔ بعض لوگ وراثت کی تقسیم کے لیے وصیتیں کرجاتے ہیں جو خلاف شرع ہوتی ہیں، ان کا شرعاً کوئی اعتبار نہیں۔ جیسے مثلاً کوئی شخص مرتے وقت یہ کہہ جاتا ہے یا کوئی تحریر لکھ جاتا ہے کہ میرا یہ مکان یا دکان میرے فلاں بیٹے کو دے دینا، فلاں مکان دوسرے بیٹے کو دے دینا، بیٹیوں کے لیے کچھ نہیں ہوگا یہ شرعاً درست نہیں اس کی وصیت پر عمل جائز نہیں۔

۱۰۔ بعض لوگ یہ وصیت کرجاتے ہیں کہ میری قبر پر ایسا قبہ یا ایسی پختہ عمارت بنانا یا ایسی پختہ قبر بنائی

جائے یہ درست نہیں، ایسی وصیت پر عمل بھی صحیح نہیں۔

۱۱۔ اولاد رشتہ داروں کو ایسی وصیت کرنا کہ رسم ورواج کی پابندی کی جائے اس میں شریعت کا لحاظ نہ ہو، یہ درست نہیں، شریعت کے حکم کو ہر حال میں مقدم رکھا جائے، اولاد رشتہ داروں کو دین پر مضبوطی سے قائم رہنے کی وصیت کی جائے، قبائلی، علاقائی رسم ورواج کی اس کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں، انہیں اللہ ورسول کی اطاعت اور دین پر قائم رہنے، بدعات وغلط رسومات کو چھوڑنے کی وصیت کی جائے۔

۱۲۔ یہ وصیت کرنا کہ میری موت کے بعد تعزیت کے لیے آنیوالوں کو دعوت کھلائی جائے، یہ جائز نہیں۔

۱۳۔ یہ وصیت کرنا کہ میری قبر پر روزانہ کوئی آکر اتنے پارے پڑھے یہ وصیت بھی درست نہیں۔

۱۴۔ بعض لوگ زندگی میں اپنی تمام مالی جائیداد وغیرہ اپنی اولاد میں تقسیم کرجاتے ہیں اور اس میں برابری کا خیال نہیں کرتے، یا وہ سمجھتے ہیں کہ جیسے وراثت میں لڑکے کو لڑکی سے دوگنا حصّہ ملتا ہے اسی طرح زندگی میں بھی لڑکے کو دوگنا دیتے ہیں اور اسے ضروری حکم شرعی سمجھتے ہیں یہ درست نہیں، زندگی میں اگر کوئی شخص اولاد کے درمیان اپنی تمام مملوکہ اشیاء تقسیم کرنا چاہے تو یہ ہبہ اور ہدیہ ہے اس میں تمام اولاد کے درمیان برابر تقسیم کیا جائے۔ البتہ کسی کی خدمت یا دینداری یا معذوری یا کسی اور جائز وجہ سے کچھ زیادہ دے دیا تو یہ درست ہے لیکن بعض کو دینا اور بعض کو بالکل محروم کرنا درست نہیں۔

۱۵۔ اسی طرح بعض لوگ اولاد کے نام ایسی مملوکہ اشیاء اپنی زندگی میں کرجاتے ہیں اور ان کو قبضہ دے کر باقاعدہ مالک نہیں بناتے اور اسی طرح اس کا انتقال ہوجاتا ہے، ورثہ یہ سمجھتے ہیں کہ جیسے باپ نے وصیت کی ہے اسی طرح تقسیم ہوگا یہ طریقہ درست نہیں، اگر زندگی میں قبضہ نہیں کرایا تو موت کے بعد یہ تمام چیزیں شرعی ورثہ میں شرعی طریقہ سے تقسیم ہوں گی۔ اس وصیت کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا۔

۱۶۔ بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ لڑکیوں کی شادی کے موقع پر جو جہیز وغیرہ دے دیا، یا کوئی مکان ان کے نام کردیا اس سے ان کا ترکہ میں حصہ ختم ہوگیا اور میراث میں انہیں حصہ نہیں دیا جاتا یہ درست نہیں، شادی کے موقع پر جو اسے دے کر قبضہ دے دیا اس سے ان کا میراث کا حصہ ختم نہیں ہوتا، باپ یا ماں کی موت کے بعد دیگر ورثہ کی طرح اس لڑکی کو اس کا حصہ میراث دینا ضروری ہے۔

۱۷۔ بعض لوگ اپنی زندگی میں کسی لڑکی یا لڑکے سے تنگ ہوجاتے ہیں کہ یہ لڑکا لڑکی ان کی بات نہیں مانتا، ان کی خدمت نہیں کرتا وہ اسے عاق کرنا چاہتے ہیں اور یہ لکھ جاتے ہیں یا بعض رشتہ داروں کے سامنے یہ کہہ جاتے ہیں کہ میری موت کے بعد میرے ترکہ سے اسے حصہ نہ دیا جائے اس سے میرا کوئی تعلق نہیں یہ میرا بیٹا بیٹی نہیں، ایسا کہنے یا کرنے کا کوئی اعتبار نہیں یہ بیٹا بیٹی مرنے والے کا وارث ہوگا، دیگر ورثہ کی طرح اسے بھی

برابر حصہ ملے گا، اس عاق کرنے کا شرعاً کوئی اعتبار نہیں۔

۱۸۔ بعض لوگ مرتے وقت اپنا قرضہ جو لوگوں کے ذمہ ہوتا ہے وہ معاف کرجاتے ہیں کہ یہ قرض تمہیں معاف ہے، یہ ورثہ کی اجازت کے بغیر درست نہیں اور ورثہ کی اجازت بھی اس وقت معتبر ہے جب سارے موجود اور سمجھدار عاقل بالغ ہوں۔

۱۹۔ بعض لوگ یہ بھی وصیت کرجاتے ہیں کہ میرا انتقال کہیں بھی ہو مجھے اپنے شہر یا گاؤں لے جایا جائے یہ ٹھیک نہیں، جس شخص کا جہاں انتقال ہو وہاں کے قریبی عام مسلمانوں کے قبرستان میں اسے دفن کیا جائے، ادھر ادھر دور دراز دوسرے شہر یا ملک لے جانا درست نہیں۔

حکمِ وصیت

۱۔ اگر وصیت کرنے والا اپنی وصیت پر اپنی موت تک قائم رہا اور اس پر اس کا انتقال ہوا اور جس کے لیے وصیت کی تھی اس نے رد نہیں کیا تو یہ چیز اس کی ملک میں آجائے گی۔

۲۔ کتنے مال کی وصیت کرنا چاہیے: شریعت نے ایک تہائی 1/3 مال میں وصیت کو جائز کہا ہے۔ اگر وارث سارے عاقل بالغ ہوں اور وصیت کرنے والے نے تہائی مال سے زیادہ مال کی وصیت کی اور ورثہ نے موصی کی موت کے بعد موصی کی وصیت کی اجازت دے دی کہ ٹھیک ہے جیسے موصی نے کہا ویسے ہی کیا جائے ہمیں کوئی اعتراض نہیں تو اس صورت میں تہائی سے زائد کی وصیت بھی نافذ ہوگی اور اس پر عمل کیا جائے، لیکن اگر سارے یا بعض ورثہ نابالغ یا مجنون ہیں تو اس صورت میں تہائی مال سے زائد وصیت جائز نہ ہوگی اس پر عمل کرنا جائز نہیں۔

۳۔ اگر ورثہ فقیر ہوں تو بہتر یہ ہے کہ وصیت نہ کی جائے جیسا کہ حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے "**انّک أن تدع ورثتک اغنیاء خیر من أن تدعهم عالة یتکففون الناس فی ایدیهم**" (صحیح البخاری ج۱۰، ص۹۵)

یعنی ورثہ اغنیاء ہوں تب تو یہ شرعاً پسندیدہ ہے اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تہائی کو زیادہ فرمایا جب حضرت سعد بن ابی وقاص نے تہائی کی وصیت کی اجازت چاہی۔

۴۔ اگر ورثہ اغنیاء ہوں تب بھی بہتر یہی ہے کہ تہائی سے کم چوتھائی یا اس سے کم کی وصیت کی جائے تو یہ شرعاً پسندیدہ ہے اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تہائی کو زیادہ فرمایا۔ "**الثلث والثلث کثیر**" (صحیح البخاری) "تہائی کی وصیت کرو اور تہائی بھی زیادہ ہے۔

شرائط وصیت

وصیت کرنے والے سے متعلق:

وصیت کرنے والا کسی کو بلاعوض مالک بنانے کا اہل ہو۔ درج ذیل چیزوں کی موجودگی میں اہل ہوگا:

ا۔عقل: یعنی پاگل، مجنون یا دیوانہ نہ ہو۔

۲۔بالغ: نابالغ بچہ نہ ہو۔لہٰذا بچے کی طرف سے وصیت باطل ہوگی۔

۳وصیت اپنے اختیار اور رضامندی سے کر رہا ہو تو نافذ ہوگی ورنہ مجبور کر کے، ڈرا دھمکا کر، مذاق سے یا غلطی سے کی گئی وصیت درست نہیں ہوگی۔

نوٹ: وصیت کرنے والے کے لیے مسلمان ہونا شرط نہیں ہے بلکہ غیر مسلم ذمی بھی وصیت کر سکتا ہے۔

جس کے لیے وصیت کی جائے اس سے متعلق

ا۔جس شخص کے لیے وصیت کی جا رہی ہے وہ شخص زندہ ہو، میت کے لیے وصیت درست نہیں اس لیے کہ وہ کسی چیز کا مالک نہیں بن سکتا۔

۲۔وہ شخص مالک بننے کی صلاحیت رکھتا ہو لہٰذا اس بناء پر میت کے لیے وصیت درست نہیں جبکہ حمل (جو بچہ ماں کے پیٹ میں ہو) کے لیے وصیت درست ہے۔ کیونکہ حمل کو میراث میں سے بھی حصہ ملتا ہے اور وصیت میراث کی طرح ہے۔

۳۔وہ شخص معلوم ہو، مجہول نہ ہو۔اس کی درج ذیل صورتیں ہو سکتی ہیں:

ا۔دو یا زیادہ افراد میں سے کسی ایک کے لیے بلاتعیین وصیت باطل ہوگی کیونکہ تینوں میں سے معلوم نہیں کہ وصیت کس کے لیے کی ہے۔

۲۔اگر کسی جماعت یا لوگوں کے ایک گروپ جن کا شمار ممکن نہ ہو اس سے متعلق وصیت کی تو یہ بھی باطل ہوگی البتہ اگر ان کا شمار کرنا ممکن ہو تو ان کے لیے وصیت درست ہوگی۔

۳۔کسی جانور کے لیے وصیت باطل ہے کیونکہ وہ جانور مالک بننے کی اہلیت نہیں رکھتا، البتہ اگر اس جانور کے چارے وغیرہ کے لیے وصیت کی تو یہ درست ہے لہٰذا یہ اس جانور کے مالک کے لیے وصیت ہوگی کہ وہ اس جانور پر خرچ کرے گا۔

۴۔مفاد عامہ کے لیے بھی وصیت کرنا درست ہے جیسے مسجد، مدرسہ، مسافر خانہ، بیت الخلاء، خانقاہ، پل یا جانوروں وغیرہ کو پلانے کی وصیت کرنا۔

۵۔اگر کسی نے اللہ کے لیے وصیت کی تو یہ بھی درست ہے اور اسے نیکی کے کاموں اور فقراء پر خرچ کیا جائے گا۔

۶۔اگر کسی نے فی سبیل اللہ وصیت کی (یعنی میں فلاں مال کی فی سبیل اللہ وصیت کرتا ہوں) تو اس چیز یا مال کو جہاد میں خرچ کیا جائے گا کیونکہ فی سبیل اللہ سے مراد جہاد فی سبیل اللہ ہی ہوتا ہے۔

۷۔نیکی اور خیر کے کاموں میں خرچ کرنے کی وصیت بھی درست ہے۔ ہر وہ کام جس میں مالک نہ بنایا جائے وہ خیر کا کام ہے۔لہٰذا مساجد کی تعمیر میں خرچ کرنا درست ہے بغیر تزیین و آرائش کے۔

۴۔جس کے لیے وصیت کی گئی ہو اگر وہ شخص وصیت کرنے والے کا قاتل ہو تو وصیت باطل ہو جائے گی بشرطیکہ اس نے بلاواسطہ خود قتل کیا ہو اور اگر اس کے کہنے پر کسی تیسرے شخص نے قتل کیا ہو تو وصیت درست ہوگی۔

۵۔جس شخص کے لیے وصیت کی جا رہی ہے وہ وصیت کرنے والے کی موت کے وقت اس کا وارث نہ ہو اگر وارث ہو تو یہ وصیت نافذ نہیں ہوگی الاّ یہ کہ دیگر ورثا اجازت دے دیں۔اگر بعض ورثا اجازت دے دیں اور بعض نہ دیں تو جن ورثہ نے اجازت دی ہے ان کے حصہ میں وصیت نافذ ہو جائے گی اور باقی کے حصہ میں نافذ نہیں ہوگی۔

ورثہ کی اجازت سے نفاذ وصیت کی دو شرطیں ہیں:

ا۔وہ سارے بالغ اور عاقل ہوں۔

۲۔اجازت وصیت کرنے والے کی موت کے بعد ہو پہلے نہ ہو۔

کسی غیر مسلم کے لیے وصیت کرنا:

جس شخص کے لیے وصیت کی جا رہی ہو اس کے لیے مسلمان ہونا شرط نہیں ہے۔ مسلم اور غیر مسلم دونوں کے لیے وصیت درست ہے۔

جس چیز کی وصیت کی جائے اس سے متعلق شرائط

ا۔جس چیز کی وصیت کی جا رہی ہو وہ شرعاً مال ہو تو وصیت درست ہے اور اگر شرعاً مال نہ ہو تو وصیت درست نہیں جیسے خون، مردار وغیرہ کہ یہ شرعاً مال شمار نہیں ہوتے۔

کسی چیز کے منافع کی وصیت کرنا جائز ہے جیسے اجارۃ، اعارۃ کی وصیت کرنا۔

۲۔جس چیز کی وصیت کی جائے اس چیز سے فائدہ اٹھانے کی شرعاً اجازت ہو، اگر اس چیز کے استعمال کی شرعاً اجازت نہ ہو تو اس کی وصیت بھی جائز نہیں جیسے شراب، خنزیز وغیرہ

۳۔وہ چیز ایسی ہو کہ وصیت کرنے والے کی زندگی میں شرعی عقود میں سے کسی بھی عقد کے ساتھ ملکیت میں

آسکتی ہو جیسے کسی درخت کا پھل مساقاۃ کے عقد سے ملکیت میں آسکتا ہے۔اگر وصیت کرنے والے کی زندگی میں وہ چیز ملکیت میں نہ آسکے تو اس کی وصیت بھی درست نہیں جیسے یہ بکری جو بھی بچہ دے تو اس کی میں فلاں شخص کے لیے وصیت کرتا ہوں۔

۴۔وہ چیز وصیت کرنے والے کی ملکیت میں ہو غیر مملوکہ چیز کی وصیت درست نہیں۔

۵۔وہ چیز گناہ نہ ہو یا شرعاً ممنوع نہ ہو جیسے گانے بجانے کے آلات وغیرہ۔

وصی سے متعلق شرائط

۱۔مسلمان
۲۔بالغ
۳۔دیندار شخص کو وصی بنایا جائے۔
۴۔امانت دار ہو تا کہ مال کو صحیح مصرف پر لگائے۔
۵۔عقلمند، سمجھدار اور ہوشیار ہو کہ جو کام اس کے ذمہ لگ رہا ہے وہ اسے ہوشیاری سے انجام دینے کی صلاحیت رکھتا ہو۔

وصی وصیت پر اس طرح عمل کرے

۱۔میت کی تجہیز وتکفین کا عمل شریعت کے مطابق انجام دے۔
۲۔لوگوں پر اگر میت کے دیون ہیں تو ان کی وصولی کا انتظام کرے۔
۳۔لوگوں کے میت پر جو دیون ہیں کل ترکہ سے انہیں ادا کرے۔
۴۔میت نے جو وصیت کی ہے اس کی تنفیذ کا انتظام کرے
۵۔باقی ترکہ کو ورثہ کے درمیان شرعی طریقہ سے تقسیم کرے۔
۶۔میت نے اگر کوئی غیر شرعی وصیت کی ہے اس کی تنفیذ نہ کرے۔**فمن خاف من موص جنفاً أو اِثماً فأصلح بينهم فلا اثم عليه**۔(البقرۃ،۱۸۲)

ترجمہ:''ہاں اگر کسی شخص کو یہ اندیشہ ہو کہ کوئی وصیت کرنے والا بے جا طرف داری یا گناہ کا ارتکاب کر رہا ہے، اور یہ متعلقہ آدمیوں کے درمیان صلح کرا دے تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔''

۷۔اگر وصی اکیلا اس کام کو انجام نہ دے سکے تو کسی دوسرے شخص کو بھی ورثہ کے مشورے سے اس کے ساتھ ملایا جاسکتا ہے۔

۸۔ترکہ میں کوئی ایسا تصرف نہیں کر سکتا جس میں ورثہ کا نقصان ہو مثلاً ترکہ کی کوئی چیز مفت میں دینا یا بغیر مجبوری کے کوئی چیز فروخت کرنا۔

۹۔کوئی فائدہ والا کام کرنے کا اختیار ہے مثلاً کسی نے ورثہ کو کوئی چیز ہبہ کی تو اسے قبول کرنا، یا ترکہ کی کوئی چیز خراب ہونے کا خطرہ ہو تو اسے ثمن مثل کے ساتھ فروخت کرنا۔

۱۰۔وصی اپنے اس کام کو اگر مفت میں انجام دے تو بہت اچھا اور اگر اس کام کی اجرت لینا چاہتا ہے تو اتنی اجرت لے سکتا ہے جتنی اس جیسے کام کی اس جیسے لوگ اجرت لیتے ہیں۔

۱۱۔اگر وصیت شریعت کے مطابق ہے تو اس میں تبدیلی کرنا وصی کے لیے جائز نہیں۔**فمن بدله بعد ماسمعه فانّما اثمه على الذين يبدلونه**۔(البقرة ۱۸۱)

ترجمہ:''پھر جو شخص اس وصیت کو سننے کے بعد اس میں تبدیلی کرے گا، تو اس کا گناہ ان لوگوں پر ہوگا جو اس میں تبدیلی کریں گے۔''

وصی جب اس کام کو انجام دے چکے گا تو اس کا یہ عقد ختم ہو جائے گا۔

وصیت کی گئی چیز میں وصیت کے نفاذ کی شرائط

وصیت کے نفاذ کے لیے دو شرطیں ہیں:

۱۔وصیت کرنے والے پر اتنا قرض نہ ہو کہ وصیت کی گئی چیز بھی اس دین کے بدلے میں ادا ہو جائے، اگر ایسی صورت ہوئی تو وصیت باطل ہو جائیگی اور وہ چیز قرض اتارنے میں استعمال کی جائیگی۔

۲۔وصیت دیگر ورثہ کی موجودگی میں کل مال کے تہائی حصہ سے زائد نہ ہو اگر زائد ہوئی تو یہ دیگر ورثہ کی اجازت پر موقوف ہوگی اگر اجازت دے دیں تو زائد وصیت بھی نافذ ہو جائے گی بصورت دیگر صرف تیسرے حصے میں نافذ ہوگی۔

منافع سے متعلق وصیت

کسی چیز کے منافع سے متعلق وصیت کرنا جائز ہے مثلاً گھر یا گاڑی وغیرہ کسی کو متعین مدت کے لیے استعمال کے لیے دینے کی وصیت کرنا۔

منافع سے فائدہ حاصل کرنے کا طریقہ

جس شخص کے لیے منافع کی وصیت کی گئی ہو اس کے لیے خود فائدہ حاصل کرنا جائز ہے البتہ آگے کسی تیسرے شخص کو اجارۃ یا عاریت پر دینا جائز نہیں۔

مشترکہ منافع سے فائدہ حاصل کرنے کا طریقہ

اگر ایسے منافع کی وصیت کی گئی ہو جن میں ورثہ اور جس شخص کے لیے وصیت کی گئی ہے سب شریک ہوں یا وصیت ایک سے زائد شرکاء میں ہو جو ان منافع میں شریک ہوں تو منافع کو تین طریقے سے تقسیم کر کے فائدہ حاصل کیا جا سکتا ہے۔

۱۔ اگر وصیت کسی مکان یا زمین سے متعلق کی گئی ہو تو مکان کو کرایہ پر دیا جائے اور کرایہ کو شرکاء تقسیم کر لیں اور زمین کو کاشت کیا جائے اور حاصل ہونے والی آمدن کو تقسیم کر لیا جائے۔

۲۔ اگر وہ قابل تقسیم ہو یعنی اس کی تقسیم سے دیگر ورثہ کو نقصان نہ ہوتا ہو تو اسے شرکاء کی تعداد کے اعتبار سے تقسیم کر لیا جائے اور ہر ایک اپنے حصہ سے فائدہ حاصل کرے۔

۳۔ اس چیز سے فائدہ حاصل کرنے کے لیے باریاں مقرر کر لی جائیں اور ہر شریک اپنی باری پر اس سے فائدہ حاصل کرے۔ باریاں دو اعتبار سے مقرر کی جا سکتی ہیں:

۱۔ زمانہ کے اعتبار سے: اس چیز سے فائدہ اٹھانے کا وقت مقرر کر لیں اور ہر شریک اپنے مقرر وقت پر اس سے فائدہ حاصل کرے۔

۲۔ مکان کے اعتبار سے: مکان وغیرہ کے حصے بنا لیے جائیں اور وقت مقرر کر لیا جائے کہ فلاں حصہ سے فلاں شریک اس وقت تک اور دوسرے شرکاء دوسرے حصوں سے خاص وقت تک فائدہ حاصل کریں گے اور پھر جگہ تبدیل کر لیں گے۔

منافع سے متعلق وصیت کی انتہاء کب ہوگی؟

درج ذیل حالات میں وصیت ختم ہو جائے گی:

۱۔ منافع حاصل کرنے کی مقررہ مدت کے گزر جانے سے وصیت ختم ہو جائے گی اگرچہ وہ شخص جس کے لیے وصیت کی گئی ہے وہ فائدہ حاصل نہ کرے۔

۲۔ جس شخص کے لیے وصیت کی گئی ہے وہ شخص خود اپنا حق ورثہ یا وصیت کرنے والے کو دے دے تو بھی وصیت ختم ہو جائے گی۔

۳۔ جس چیز کے منافع کی وصیت کی گئی ہے وہ شخص اس چیز کا مالک بن جائے تو وصیت ختم ہو جائے گی۔

۴۔ جس شخص کے لیے وصیت کی گئی ہے اس کی وفات سے وصیت ختم ہو جائے گی۔

منافع حاصل کرنے کا وقت کب سے شروع ہوگا؟

اگر منافع سے متعلق وصیت کا وقت مقرر ہو اور ابتدا کا وقت نہ بتایا ہو تو وصیت کرنے والے کی وفات کے ساتھ ہی وقت شروع ہو جائے گا۔

جس شخص کے لیے وصیت کی گئی ہے اسے منافع حاصل کرنے سے روکنا

بعض اوقات ایسے حالات پیدا ہو جاتے ہیں کہ جس شخص کے لیے وصیت کی گئی ہو تو ورثہ اس کو منافع حاصل کرنے سے روک سکتے ہیں۔ اگر تمام ورثہ منافع حاصل کرنے سے روکیں تو وہ تمام ورثہ اس شخص کے لیے منافع کے ضامن ہونگے یعنی ان منافع کے بقدر رقم ادا کریں گے۔ اور اگر کوئی ایک وراث منع کرے تو وہ اکیلا ان منافع کا ضامن ہوگا۔

جس چیز کے منافع کی وصیت کی گئی اس پر اخراجات کا حکم

جس چیز کی وصیت کی گئی ہے اگر اس پر کوئی خرچہ آتا ہے تو وہ شخص اٹھائے گا جس کے لیے وصیت کی گئی ہے۔ البتہ اگر وہ چیز ایسی ہے کہ وہ منافع حاصل کرنے کے قابل نہیں ہے تو اس کے اخراجات اس چیز کے مالک کے ذمہ ہوں گے۔

کن چیزوں سے وصیت باطل ہو جاتی ہے؟

درج ذیل امور سے وصیت باطل ہو جاتی ہے:

۱۔ وصیت کرنے والا وصیت کرنے کی اہلیت کھو دے، جیسے جنون کی حالت یا دیوانہ پن جو کہ ایک طویل (ایک سال) عرصہ کے لیے رہے اور درمیان میں کوئی افاقہ نہ ہو۔ اور اگر معمولی وقت کے لیے حالت جنون یا دیوانہ پن رہا تو وصیت باطل نہیں ہوگی۔

۲۔ وصیت کرنے والا مرتد ہو جائے تو بھی وصیت باطل ہو جائے گی۔

۳۔ جس شخص کے لیے وصیت کی گئی ہے تو اس کے مرتد ہو جانے سے بھی وصیت باطل ہوگی۔

۴۔ وصیت کرنے والا اپنی موت سے پہلے وصیت سے رجوع کرے تو یہ وصیت باطل ہو جائے گی۔

رجوع دو طریقہ سے ہو سکتا ہے:

۱۔ صراحۃً: یعنی ایسے الفاظ سے رجوع کرے جن کو رجوع کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ جیسے ''فلاں شخص کے لیے میں نے جو وصیت کی تھی اس سے میں رجوع کرتا ہوں'' وغیرہ

۲۔ دلالۃً: جس چیز کی وصیت کی گئی ہے اس میں ایسا تصرف کرے جو کہ عموماً اپنی ملکیت میں کیا جاتا ہے اور اس چیز کا نام بدل جائے یا اس کی ملکیت سے نکل جائے۔

ایک تصرف زبانی طور پر ہوتا ہے جیسے اس چیز کو فروخت کر دیا یا ہبہ کر دیا جس کی وجہ سے وہ چیز اس کی ملکیت سے نکل گئی۔ دوسرا تصرف عملی ہوتا ہے جیسے بکری کو ذبح کر دیا، روئی سے دھاگہ بنالیا یا دھاگہ سے کپڑا بنالیا۔ ایسے عمل کو بھی رجوع تصور کیا جائیگا۔

۵۔ جس شخص کے لیے وصیت کی گئی ہو وہ رد کر دے تو بھی وصیت باطل ہو جائے گی۔

۶۔ جس شخص کے لیے وصیت کی گئی ہے وہ مر جائے تو وصیت باطل ہو جائے گی۔

۷۔ جس شخص کے لیے وصیت کی گئی ہے وہ وصیت کرنے والے کو قتل کر دے تو وصیت باطل ہو جائے گی۔

۸۔ جس چیز کی وصیت کی گئی ہے وہ چیز ہلاک ہو جائے تو بھی وصیت باطل ہو جائے گی۔

۹۔ اسی طرح اس چیز کا مالک کوئی نکل آیا تو بھی وصیت باطل ہو جائے گی۔ مثلاً اس چیز پر کسی نے دعویٰ کیا اور عدالت نے اس کے حق میں فیصلہ دے دیا۔

کئی وصیتیں ہوں تو تنفیذ کی صورت

قاعدہ اور ضابطہ تو یہی ہے کہ دیگر ورثہ کی موجودگی میں وصیت مال کے تیسرے حصے میں نافذ ہوگی اور تیسرے حصے سے زائد کی وصیت ورثہ کی اجازت پر موقوف ہوگی۔ اگر بہت ساری وصیتیں جمع ہو جائیں جو کہ کل مال کے تیسرے حصہ سے زائد ہوں اور ورثہ زائد کی اجازت نہ دیں تو مال کے تیسرے حصہ میں وصیت جاری ہوگی اور جن لوگوں کے لیے وصیت کی گئی ہے وہ اب اس میں اپنے حصوں کے تناسب سے شریک ہونگے۔ جیسے کوئی شخص دیوالیہ ہو جائے تو قرض خواہ اپنے قرضوں کے تناسب سے اس کے مال میں شریک ہوتے ہیں ایک سے زائد وصیتیں جمع ہونے کی درج ذیل صورتیں ممکن ہوسکتی ہیں:

۱۔ وہ تمام وصیتیں بندوں سے متعلق ہونگی تو وصیت کرنے والے نے جس کو مقدم رکھا ہے اسے مقدم رکھا جائے گا۔

۲۔ وہ تمام وصیتیں حقوق اللہ سے متعلق ہوں تو جیسے زکوٰۃ، نماز، حج، روزہ اور دیگر واجبات جیسے اجارہ وغیرہ تو ان میں بھی وصیت کرنے والے کو تقدیم و تاخیر کا اعتبار ہوگا۔

۳۔ اگر وصیت میں حقوق اللہ اور حقوق العباد جمع ہو جائیں تو مال کے تیسرے حصے کو تمام وصیت پر تقسیم کیا جائے گا اور پھر سب سے اہم کو مقدم کیا جائے اور پھر اس سے کم والے کی وصیت کو آخر تک۔